ناولز کلب
راہِ حیات
از قلم لبابہ مناھل
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

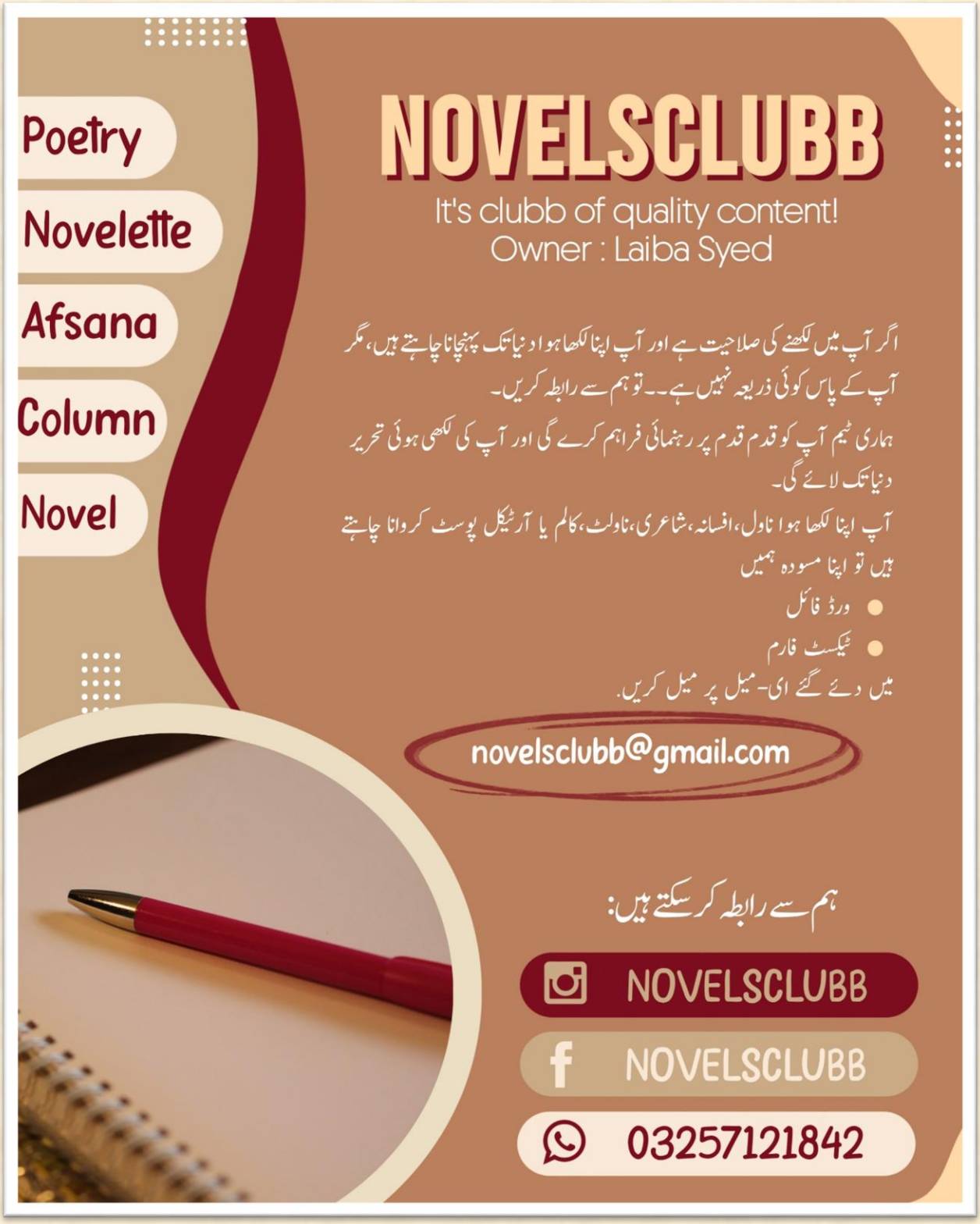
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

راہِ حیات

از قلم

لبابہ مناہل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میرے رب کے نام!

اس کے نام جس نے خواتین کو لڑنا سیکھایا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قسط دوم

باب شانزدھم

بے حد بے چینی کے عالم میں میں کینیڈا کی سڑکیں ناپ رہا تھا۔ نجانے اس کو بیٹھے بیٹھے کیا سوجھتی تھی کہ وہ ایسی غیر یقینی حرکتیں کر ڈالتی تھی۔ کینیڈا کی سڑکیں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ اس سفید سطح پر اگر واحد چیز بہت واضح تھی تو وہ جوتوں کے نشان تھے۔

ایک ایسی لڑکی جو گاڑی میں بیٹھ کر دیکھتی تو سڑک کو تھی مگر وہ سڑک پر دیہان نہیں دیتی تھی۔ اوٹاوا میں لاپتہ ہو چکی تھی۔ وہ لڑکی میری بیوی تھی اور مجھے پولیس کے پاس یہ رپورٹ درج کروانی تھی کہ میری بیوی کسی طرح سے غائب ہو چکی ہے۔ میرے فون کی آواز مجھے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ ملائک کے پاس میرا دوسرا فون تھا۔ اس میں چند ہی نمبر تھے ۔یہ کال اسی نمبر سے تھی۔

"ملائک کدھر ہو تم؟"

"زوہیب" اس کی آواز اٹک رہی تھی۔ وہ ہچکیوں کے درمیان چند الفاظ ادا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ چند لمحے مکمل خاموشی تھی۔ زکام زدہ آواز پھر سنائی دی تھی۔

"میں سکورشیہ بنک کے پاس ہوں۔ اس کے سامنے اپارٹمنٹ ہے اور ساتھ فیول اسٹیشن ہے۔ انٹرنیشنل ائیرپورٹ کے پاس ہے یہ جگہ۔"

"تم ادھر ہی رکنا۔ میں آرہا ہوں۔"

"پلیز فون مت کٹ کرنا۔"

ملائک رو رہی تھی۔ اس کی آواز بھاری تھی۔ اس کی بتائی ہوئی لوکیشن خاصی دور تھی۔ اگر وہ بس سے بھی گئی تھی تو وہاں بس سے پہنچنے کا سفر چالیس منٹ کا تھا۔ اوٹاوا کے ائیرپورٹ تک پہنچنے کے لیے دو بسز عام لوگ تو بدل سکتے ہیں ملائک نہیں بدل سکتی۔ سولہ منٹ کی ڈرائیو میں میرا دماغ مسلسل اگر کسی کے گرد طواف کر رہا تھا تو وہ ملائک تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائیر پورٹ کے پاس پہنچتے ہی میں نے قریبی فیول اسٹیشن کی تلاش شروع کی تھی۔ حیرت انگیز طور پر وہ جگہ بلکل درست تھی۔ ملائک اس اسٹیشن کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کو بلکل درست جگہ کا معلوم کیسے ہوا؟ یہ دوسرا سوال تھا۔ خاموش نظروں کا تبادلہ ہوا تھا۔ اس کے انداز سے اس کے خوف کا اندازہ ہو رہا تھا۔ خوفزدہ کیوں تھی وہ؟ گاڑی کے رکنے پر وہ جس تیزی سے گاڑی پر سوار ہوئی تھی وہ بھی ایک ملمع تھا۔

"ادھر کیسے پہنچی تم؟" مجھے اکثر حیرت ہوتی تھی کہ اس موڑ پر جہاں انسان اشتعال سے بھر جاتا ہے میرے اندر اس قدر تحمل کون انڈیل دیتا تھا۔ وہ ایک بار پھر رو رہی تھی۔

"ملائک، گھر چل کر بات کرتے ہیں، تم جتنا رونا چاہو رو سکتی ہو۔" شاید اب تک کی پہلی بات تھی جو اس نے اس قدر سنجیدگی سے لی تھی کہ پورا راستہ ایک لمحہ بھی اس نے آنسوؤں کو تھمنے نہیں دیا تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

Clubb of Quality Content

"ڈائنگ پر بیٹھو میں آرہا ہوں۔" اس نے خاموشی سے مجھے دیکھا تھا۔ اسی خاموش چال کے ساتھ وہ ڈائنگ پر بیٹھ چکی تھی۔

پانی کا جگ، گلاس اور ٹیشو باکس ٹیبل پر رکھنے کے بعد میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"ساری بات جاننا چاہتا ہوں۔ بتاؤ گی؟"

سر بہت مدھم انداز میں اثبات میں ہلا تھا۔

"کیسے پہنچی تھی ادھر؟"

"ٹیکسی سے"

"کدھر سے کی تھی ٹیکسی؟"

"مجھے نہیں پتہ۔"

ٹیکسی کس نے کروا کر دی تھی؟"

"لونا نے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے دوست بنالی بلآخر۔"

"نہیں وہ میری دوست نہیں ہے۔"

"اوکے لیکن لونا تمھیں ادھر کیوں لے کر گئی؟"

"اس کا اپارٹمنٹ ادھر تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟" یہ وہ سوال تھا جب میں نے ملائک کی آنکھوں میں آنسوں تیرتے دیکھے تھے۔ معاملہ اتنا سیدھا نہیں تھا جتنا ملائک بنانا چاہ رہی تھی۔

"میں کسی جگہ پر بس سٹاپ سے اتر گئی تھی۔ مجھے گھر جانا تھا لیکن مجھے یہ ہی نہیں پتہ تھا کہ میں رہتی کدھر ہوں۔ میرے بیگ میں لونا کا نمبر پڑا تھا۔ میں نے اس کو کال کر کے کہا کہ میں مسپلیس ہو گئی ہوں۔ وہ مجھے کیسے لینے آئی مجھے اس کا اندازہ نہیں ہے پھر اس نے کہا کہ میں اس کے ساتھ چلی جاؤں۔"

"مجھے کال کیوں نہیں کی؟"

"میں نے کہا تھا میں خود آجاؤں گی۔ میں خود نہیں آسکی۔ میں مسپلیس ہو گئی۔"

"ملائک، انسان مسپلیس نہیں ہو سکتے۔"

"میں ہو گئی تھی۔" وہ جیسے بضد تھی کہ اس بات کو مانا جائے۔

"میں تمھیں مسپلیس نہیں ہونے دوں گا۔ اس لیے تم اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دو۔" اس کی نگاہ میں بہت مدھم سا شکوہ جاگا تھا۔

"میں لونا کے اپارٹمنٹ جا کر مس پلیس ہوئی تھی زوہیب۔ میں اس جگہ کے لیے نامناسب تھی۔ وہ جگہ عجیب تھی۔" خطرہ کا الارم میرے اندر کہیں بہت برے انداز سے بجا تھا۔

"کیا عجیب تھا؟"

"لونا اور اس کا دوست ساتھ رہتے ہیں۔" وہ میرا ردعمل دیکھنا چاہتی تھی۔

"آگے۔۔۔؟"

خاموش نظروں سے اس نے مجھے دیکھا تھا اور پھر جو الفاظ ادا ہو رہے تھے وہ نا قابل بیان تھے

۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•

باب ہفدھم

لونا کا اپارٹمنٹ بہت بدبودار تھا۔ عجیب سی ہمک تھی اس جگہ پر۔ اس نے مجھے یہ تلقین کی تھی کہ میں اس کو اپنا اپارٹمنٹ سمجھوں۔ میرا اپارٹمنٹ اتنا گندا نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے خاموشی سے جگہ کا جائزہ لیا تھا۔ مجھے آئے ہوئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ میں نے مردانہ آواز سنی تھی۔ وہ نیم برہنہ تھا۔ کپڑے کے نام پر اس کے جسم پر صرف اتنا لباس تھا جو بمشکل اس کا پردہ رکھے ہوئے تھا۔ میری نظر جس لمحے اس پر پڑی میں نے رخ پھیر لیا۔ غلطی کا احساس اگر مجھے پہلے نہیں بھی تھا تو اب ہونے لگا تھا۔ یہ جگہ میرے لیے نہیں تھی۔ نہ

لونا کو کال کرنا درست تھا، نہ زوہیب کو بغیر اطلاع دیے ادھر آنا درست تھا۔ زوہیب سے ناراضگی ہوا ہو چکی تھی۔

مجھے گہری نظروں کا اپنے جسم سے آر پار ہونا بھی محسوس ہوا تھا۔ میرا دل خوفزدہ تھا۔ میرا وجود نہیں کانپ رہا تھا مگر میرا دل اپنے پورے زور سے دھڑک رہا تھا۔

"لونا، کیا تم میرے لیے تحفہ لائی ہو؟"

جس انداز میں یہ الفاظ ادا ہوئے تھے، اس سے زیادہ برے انداز سے میری جان ہوا ہوئی تھی۔ کیا وہ مجھے تحفہ کہہ رہا تھا؟ آگے کیا ہو سکتا تھا اور کیا ہونے والا تھا اس کا اندازہ میں کر سکتی تھی۔ کسی بھی طرح مجھے یہاں سے نکلنا تھا۔

"لونا!" جس قدر بلند آواز میں میں نے لونا کو پکارا تھا ایک لمحے کے لیے اس شخص کے چہرے پر بھی سیاہی لہرائی تھی۔

"کیا ہوا ملائکہ؟" کیا حقیقتاً وہ اتنی معصوم تھی یا وہ میرے ساتھ کھیل رہی تھی۔

"میں جا رہی ہوں۔" لونا کے چہرے پر عجیب سی سیاہی نے بسیرا کیا تھا۔ سیاہی سے زیادہ خوف لہرایا تھا۔

"لونا، تم ڈیوڈ کے مزاق کو سنجیدہ تو نہیں لے گئی۔ یار یہ تو مزاق کر رہا تھا۔" اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی، خوف تھا۔

"نہ میرا اور آپ کے دوست کا مزاق ہے، نہ مجھے یہاں رہنا ہے۔"

"آپ آئیں اپنی مرضی سے تھیں ملائکہ، مگر آپ یہاں سے میری مرضی سے جائیں گی۔" یہ الفاظ ڈیوڈ کے تھے۔ روح فنا کیسے ہوتی ہے۔ دل بند ہونے کے قریب کیسے ہوتا ہے۔ موت کیا ہوتی ہے۔ یہ سارے احساسات میں نے پہلے بھی محسوس کیے تھے مگر اس لمحے ان کی شدت مختلف تھی۔

"لونا، میں جا رہی ہوں۔"

دروازے کے پاس ڈیوڈ کھڑا تھا۔ مجھے اس بات کا علم تھا کہ دروازے تک پہنچنے کے لیے اس کے پاس سے گزرنا پڑے گا مگر شاید ہمارے پاس آپشنز محدود ہوتے ہیں۔ مختصر راستے طویل ہو جاتے ہیں۔

میں انتہائی تیزی سے ڈیوڈ کے پاس سے گزری تھی اسی تیزی کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑا گیا تھا۔ جو ہو رہا تھا وہ حقیقتاً مزاق کی حدود سے باہر تھا۔

"لونا نے آپ کو بتایا تو ہے ملائکہ کہ صرف مزاق ہو رہا ہے۔ چند لمحوں کا مزاق۔ آپ سنجیدہ کیوں ہو رہی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاتھ پر گرفت سخت تھی۔ نیم برہنہ وجود، بے حد عجیب سی ہمک اور وہ ہاتھ جو میری کلائی پر تھا۔ تکلیف اپنی حدود سے تجاوز کر رہی تھی۔ میں نے لونا کو دیکھا تھا۔ وہ اس قدر بے نیاز تھی جیسے وہ اس منظر کا حصہ ہی نہ ہو۔ اگر ایسے تھا تو یہ جنگ میری تھی، جس میں مرکزی کردار بھی میرا تھا اور اس کہانی کو بچانے والی بھی میں خود ہی تھی۔ نیم برہنہ وجود مجھے کھینچ رہا تھا۔ میرے منہ سے لمحوں میں کتنی چیخیں نکلیں اس کا اندازہ میں نہیں کر سکتی تھی۔

میری آزاد کلائی نے قیدی کو رہا کروانے کے لیے کتنے ناخن اس غلیظ ہاتھ پر مارے اور کتنی دفعہ اس تگ ودو میں مجھے تکلیف اٹھانی پڑی، اس کو الفاظ میں نہیں دے سکی۔ خود کو بچانے کی اس جنگ میں مجھے نہیں پتہ کہ وہ فریم میرے ہاتھ میں کیسے آیا جو ڈیوڈ کے سر پر کچھ اس انداز سے لگا کہ کرچیاں میرے ہاتھوں میں پیوست ہو گئیں۔ یہ میری خوش قسمتی تھی یا بد قسمتی میں اس موت کے منہ سے روح کی موت لے کر نکل آئی تھی۔ ڈیوڈ کی مسلسل کوشش کی بدولت خارجی دروازے کے عین سامنے تھی میں اور یقینی طور پر وہ فریم اس بدبودار جگہ میں سجاوٹ کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ خارجی دروازے سے نکلتے میں نے نیچے کی جانب دوڑ لگائی تھی۔ اس جگہ سے نکلنا میری واحد ترجیح تھی۔ میرا حلیہ کیا تھا، میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ مجھے علم تھا تو بس یہ کہ میں اس لمحے بدترین لوگوں کو دیکھ چکی ہوں۔ جن کے لیے انسانی جان خصوصاً عورت کی جان مزاق کی علامت ہے۔ جس سے لطف اندوز تو ہوا جا سکتا ہے مگر اس کی عزت نہیں کی جا سکتی۔ یہ تھی میری اور اوٹاوا کی ایسی یاد جس کو کبھی میں بھول نہیں سکوں گی۔ نجانے کیوں مشکلات آتی ہی چلی جاتی ہیں۔ کوئی

مدد گار صرف بظاہر مدد گار ہی کیوں ہوتا ہے۔ اندر کیوں درندگی چھپائے ہوتا ہے۔

تکلیف کی حد تجاوز ہو جانے پر سوالات کی بوچھاڑ، روح پر ضرب ہی درج کرتی ہے۔

سڑک پر دوڑتے مجھے کتنے لوگوں نے دیکھا مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا اگر ہوتا تو میں یہی محسوس کرتی کہ وہ سب عینی شاہد تھے۔ فیول اسٹیشن کے پبلک واش روم میں داخل ہوتے مجھے اپنی حالت پر عجیب انداز سے ترس آیا تھا۔ ترس کی شدت زیادہ ہوئی تو مجھے محسوس ہوا میرے اندر کا ایک حصہ مجھ سے نفرت کرنے لگا ہے۔ میرے وجود کے اندر ایک نفرت پنپنے لگی تھی۔ خود کے لیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاتھ دھوتے مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں صرف ہاتھ ہی نہیں اپنی جلد ہی اکھیڑ دینا چاہتی ہوں۔ وہ جلد جس پر ایسے ہاتھ درج ہو گئے تھے جن کو بھولنا ناقابل یقین تھا۔ آئینے میں خود کو دیکھتے مجھے احساس ہوا تھا کہ میرے چہرے پر ہاتھ کی چھاپ تھی۔ ایک کنارے سے میرا چہرا سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں دریا ٹھہر گیا تھا۔ سوالات ابل ابل کر آ رہے تھے۔

میرے دل میں اللہ کی ناراضگی کا بیج پھر سے جنم لینے لگا تھا۔

چہرا دھوتے اسکارف درست کرتے، خود پر ایک آخری نظر ڈالتے مجھے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس پبلک واش روم میں داخل ہونے والی اور یہاں سے نکلنے والی ملائکہ دو مختلف کردار ہیں۔ ایک کردار وہ تھا جو خود کو اور ہر کردار کو بری الذمہ سمجھا تھا اور ایک ملائکہ وہ تھی جس کی نظر میں سارے قصور اس کے اور اس کے ارد گرد موجود ہر فرد کے ذمے تھے۔ جگہ کا تعین میں خود نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے لیے میں نے پھر مدد طلب کی تھی۔ اس دفعہ مدد میں نے کسی خاتون سے نہیں لی تھی جبکہ میری کہانی کے کردار میں تو نہ مرد قابل بھروسہ تھے، نہ عورت۔ اس کی دی گئی انفارمیشن سے میں نے صرف یہ الفاظ زوہیب تک پہنچائے کہ یہ سڑک ائیر پورٹ تک جاتی ہے۔ ابھی ایک شخص باقی تھا جس پر اعتبار کیا جا سکتا تھا، جو مجھے میرے گم راستوں میں ڈھونڈنے کی کوشش کر سکتا تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

میں اپنا آپ کھول چکی تھی۔ اپنی ذات سے وہ پردہ ہٹا چکی تھی جس کو مجھے تا عمر رکھنا تھا۔ لمحوں کی شدت تھی کہ میں سب نکالنا چاہتی تھی۔ کپکپاہٹ میرے وجود کا حصہ تھی۔ وہ سب

بولتے میرا وجود کپکپاہٹ کا شکار ہو چکا تھا۔ گاڑی میں خاموشی تھی،واحد آواز میرے رونے کی تھی۔ کسی کی تکلیف سننے کے بعد کی خاموشی کہنے والے کی سماعتوں میں رچ بس جاتی ہے۔ زوہیب مجھے سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہا تھا۔ کسی کے تلخ باب کو سننے کے بعد خاموش نہیں ہونا چاہیے۔ حوصلہ نہیں تو دعا دے دینی چاہیے۔ دعا نہیں تو صرف اتنا کہہ دینا چاہیے کہ میں سمجھ گیا کیونکہ وہ خاموشی اندر ٹھہر جاتی ہے۔ کچھ خاموشیاں پھر کبھی وجود کے اندر سے نہیں نکل سکتیں۔ آپ چاہ کر بھی ان کو نہیں نکال سکتے۔ ان کو نکالنے کے لیے اندر بہت کچھ ادھیڑنا ہوتا ہے۔ کیا اتنی طاقت کہنے کے بعد بچتی ہے کہ اندر کچھ اکھیڑا جائے؟ وہ خاموشی میرے اندر کو خاموش کر رہی تھی۔ میرے اندر کا حصہ مر رہا تھا۔ کاش کہ زوہیب بولنے کو خاموشی پر چنتا تو میں کچھ ہمت وجود کے اندر محسوس کرتی۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

مجھے سننے کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا تھا، تقریباً پانچ سے دس منٹ بعد وہ فرسٹ ایڈ لیے میرے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کا چہرا سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے کان بھی سرخ ہو رہے تھے۔ وہ

خاموش تھا یا شاید وہ اپنے اندر کے شور کو خاموشی سے سن رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ میرے سامنے پھیلایا تھا۔ اپنے ہاتھ کا جائزہ لینے پر مجھے احساس ہوا تھا کہ میرے ہاتھ پر کانچ چبھنے کی بدولت زخم موجود ہیں۔ کچھ سے خون رس کر خشک ہو چکا تھا۔ کچھ خاموش تماشائی تھے فقط خراشیں۔ وہ مرہم لگا رہا تھا۔ وہ مرہم محسوس نہیں ہوا۔ ذہنی تکلیف جسمانی تکلیف سے کہیں زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ ذہنی دباؤ زندہ نہیں رہنے دیتا۔ ہاتھوں پر پٹی کرنے کے بعد اس نے میرے بازو کا جائزہ لیا تھا۔ سفید جلد نیلے رنگ میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اس کے ہلکا سا دبانے پر بے ساختہ میرے منہ سے سسکی نکلی تھی۔ اس نے زخمی نظروں سے مجھے دیکھا تھا۔ وہ اب ٹیوب میرے نیل پر لگا رہا تھا۔ اس نے میرے چہرے پر لگے زخموں کو انگلی کے پوروں سے چھوا تھا۔ میرے چہرے پر ڈیوڈ کے ہاتھ کا سرخ نشان تھا، جس پر نیل بن چکے تھے۔ میں نے پبلک واش روم میں اپنے چہرے کا جائزہ لے لیا تھا

وہ ٹیوب اس نے میرے چہرے پر لگائی تھی۔

"تم سو جاؤ صبح بات کریں گے۔"

باب ھجدھم

انتہائی تلخ باب میری سماعت نے سنا تھا۔ ایسا باب جس کو خود میں سمونا مشکل ہو رہا تھا حتی کہ اس کو برداشت کرنا۔ یہ ایک تکلیف دہ امر تھا۔ میں تکلیف سمجھ رہا تھا مگر الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔ مجھے محسوس ہونے لگا تھا کہ میرے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک چکا ہے میرے بولنے پر الفاظ نکلیں گے کہ نہیں وہ گولہ اپنے پورے جوش سے بہے گا اور اس انداز سے بہے گا کہ میرے اپنے وجود کے انگنت حصے ہو جائیں گے۔ ایسے واقعات سننا تکلیف دہ تھا مگر اس لمحے جان لیوا تھا جب وہ آپ کے کسی بہت اپنے کے ساتھ ہوا ہو۔ کسی دل عزیز کے ساتھ۔

اس کے چہرے کے نشانات شاید پہلے میری نظروں سے اوجھل تھے یا میں دیکھنا نہیں چاہتا تھا اس کا فیصلہ میرے لیے کرنا اب بھی مشکل تھا۔ اس کے زخموں پر مرہم رکھتے، مجھے اپنے اندر طوفان اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔ اشتعال سر فہرست تھا۔ نفرت دوسرے درجے پر تھی اور بے بسی وہ آخری درجے پر تھی۔ بے بسی انسان کو انسان تو بناتی ہے مگر کسی نا کسی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

موڑ پر انسان کو عاجز بھی کر دیتی ہے۔ اگر اس نے کیا کرنا تھا تو اس کے لیے سب سے اہم یہ تھا کہ وہ فرینسک رپورٹ تیار کروائے۔ ایسی رپورٹ جو اس بات کا ثبوت ہو کہ اس کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"ملائک، ڈاکٹر کے پاس چلیں؟"

اس نے بہت زور سے سر نہ میں ہلایا تھا۔

"تمھیں اپنے کیس کو ریجسٹر کروانے کے لیے رپورٹ تیار کروانی ہو گی۔"

اس کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔ خوف نے بسیرا کر لیا تھا۔

"نہیں، میں یہ نہیں کرنا چاہتی۔"

خاموش نظروں کا تبادلہ ہوا تھا۔ میں نے اس کی بات قبول کر لی تھی۔ کیس اس صورت میں زیادہ پیچیدہ تھا جب ملائک خود اس مقام پر اپنے قدموں سے چل کر گئی تھی۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

وہ رات انتہائی مشکل راتوں میں سے تھی۔ میں رویا تھا۔ خالہ کی وفات کے بعد میں اب رویا تھا۔ ملائکہ کی تکلیف میرے اندر تک کو ہلا رہی تھی۔ بولنے کو الفاظ نہیں تھے۔ نجانے وہ کون سے مرد ہوتے ہیں، جو اپنی بیوی کے ہراساں ہونے پر ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بیوی کے ہراساں ہونے پر چھوڑنا، یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ ایسا کرنا آپ کو خود غرض تو بنا سکتا ہے، شریک حیات نہیں بنا سکتا۔ وہ عمر میں چھوٹی تھی۔ اس کی زندگی اس کی عمر کے دائرے میں رکھی جائے تو وہ سب اس کے لیے انتہائی تلخ تھا۔ وہ ذہنی دباؤ کی انتہا پر پہنچ چکی تھی۔ ٹراما کے بعد پھر ایک ٹراما اس کے دروازے پر آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

باب نوزدھم

گھر میں خاموشی کا دور رہا تھا، چوبیس گھنٹے ہونے کو تھے۔ ساری رات نیند میری نگاہوں سے کوسوں دور تھی۔ میں ساری رات جاگتی رہی تھی۔ صبح سویرے ہی وہ گھر سے چلا گیا تھا۔

دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا تھا۔ زوہیب کو دیکھتے ہی میں نے اپنا رخ اپنے کمرے کی جانب کیا تھا۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ کیا وہ مجھے نکالنے والا تھا، کیا میں کینیڈا میں بے گھر ہونے والی تھی، کیا یہی میری زندگی کی سزا تھی؟

رخ باہر کی جانب جانے کے بجائے لاونج کی جانب تھا۔

"ہمیں بات کرنی ہے ملائک۔"

کیا میرا مقام باقی تھا، کیا میں اس لمحے بھی ملائک ہی تھی؟ ملائک تو فرشتے ہوا کرتے ہیں ۔میں کہاں ملائک تھی؟ تو یہ لازم تھا کہ میرا نام میرے لیے تکلیف بن گیا تھا۔

شاید پہلی دفعہ میں اور وہ ساتھ بیٹھے تھے۔ پہلی دفعہ اس کے ہاتھوں میں میرا ہاتھ تھا۔ مضبوطی سے تھاما گیا ہاتھ۔

"ہمیں اس واقعے پر بات کرنی ہے جو کل ہو چکا ہے۔ فیصلہ تمھارے کہے کہ مطابق ہو گا۔ جو تم چاہو گی اور جیسے تم چاہو گی۔"

کس قسم کا فیصلہ، کیا ہماری راہیں جدا ہونے والی تھیں؟

"کیا تم کیس کرنا چاہتی ہو؟"

"کیس کیوں؟ کس پر؟" میرے لب کپکپاہٹ کا شکار تھے۔ زبان لڑکھڑائی تھی شاید میرے جسم پر بھی یہی کپکپاہٹ چھا رہی تھی۔

"ریلیکس، گہرے سانس لو۔"

"کیا مطلب ریلیکس کس قسم کا کیس کروں گی میں اور کس پر کروں گی؟" آواز آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملائک!"

"نہیں ہوں میں ملائک! آئندہ مجھے ملائک مت کہنا۔ کوشش بھی مت کرنا کہ مجھے اس نام سے پکارو۔" میرے ہاتھوں پر زوہیب کی گرفت مزید بڑھ گئی تھی۔ میرا دماغ سن ہو رہا تھا۔

"مزید کچھ کہنا ہے تو کہہ لو مگر اس کے بعد جب میں بولوں گا تو تم خاموش رہو گی۔"

"تم بولو میں سن رہی ہوں" میرے اندر اشتعال سر اٹھا رہا تھا۔

"ڈیوڈ پر کیس کی بات کر رہا ہوں۔ ہریسمینٹ کا کیس۔"

"مجھے نہیں کرنا کوئی کیس۔" اشتعال یکدم تھما تھا۔ مجھے یوں لگا تھا جیسے کسی نے مجھ پر سکون کی گہری چادر ڈال دی تھی۔ وہ ہریسمنٹ کی بات کر رہا تھا۔ وہ کل بھی اس متعلق بات کر رہا تھا۔ میرے ذہن کے پردے پر اب لہرایا تھا۔

"کیوں نہیں کرنا کیس؟"

"عدالت میں عزتیں پامال ہوتی ہیں۔ دو فریقین آپس میں لڑیں گے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میری عزت پر حرف آیا کہ نہیں۔ مجھے عدالت میں کھڑا کر کے ننگا کیا جائے گا۔ میری عزت پر بات کی جائے گی۔ مجھ پر الزام لگائے جائیں گے۔ میرے بارے میں یہ تک کہا جا سکتا کہ میں خود اس شخص کے ساتھ انوالو تھی۔ میں اپنے قدموں سے چل کر ڈیوڈ کے پاس گئی تھی زوہیب۔ میں خود لونا کے ساتھ گئی تھی۔ لونا کو واقعے سے عدم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگے گا۔ زوہیب عدالتیں لگتی ہیں کہیں انصاف بھی مل جاتا ہے مگر کیا میں پھر پہلی جیسی ہو جاؤں گی؟ کیا میرے اوپر لگی ضرب مٹ جائے گی؟ کیا میں عدالت کے اس دورانیے میں ذہنی صحت کو برقرار رکھ سکوں گی؟ زوہیب میں نیم پاگل ہو چکی ہوں اب پاگل ہو جاؤں گی۔ کہیں کچھ رک جانا چاہیے۔ کہیں کچھ تو رک ہی جانا چاہیے۔"

"پہلی بات کا فیصلہ تمھارے ہاتھ میں تھا۔ میں نے قبول کر لیا اب کی بار کا فیصلہ تمھیں نہیں دے رہا فیصلہ میں کر چکا ہوں۔"

"کیا فیصلہ کیا ہے؟" میرے دل پر ایک بھاری بوجھ رکھ دیا گیا تھا۔

"تم سائیکاٹریسٹ کے پاس جاؤ گی۔"

سانس چند لمحے کے لیے ٹھہر گئی تھی۔ چند آنسو آنکھوں میں تیرنے لگے تھے۔

"ملائک! ہم ہر بار دل پر بات کرتے ہیں۔ دل کو ٹھیک ہونے کی ضرورت ہے۔ دل پر جسم انحصار کرتا ہے مگر میں تمھیں ایک اور رخ دیکھاتا ہوں۔ دل کے رک جانے پر اس کو دماغ چلا سکتا ہے مگر دماغ کے رک جانے پر دل اس کو نہیں چلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دماغ کو کیچ کے اندر محفوظ رکھا ہے۔اس کو ڈائریکٹ خون نہیں دیا گیا بلکہ مختلف انداز سے باریک وینز اس کام کے لیے استعمال کی گئی ہیں۔اس دماغ میں کی گئی تھوڑی سی کمی بیشی انسان کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔انسانی جسم میں کوئی اعضاء کام نہ کرے تو انسان کے لیے خطرے کی گھنٹی تو ہوتی ہے مگر وہ ساتھ کسی اور حصہ کو متاثر نہیں کرتی۔اگر انسانی دماغ کام کرنا بند کر دے تو جسم کا کوئی حصہ کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

انسانی جسم کی خرابی کی صورت میں ہمیں ڈاکٹر درکار ہوتا ہے بالکل اسی طرح جب ہمارا دماغ مسلسل کسی ٹراما سے گزرے تو ہمیں اس کے لیے ایک مدد گار چاہیے ہوتا ہے۔ایک سبب چاہیے ہوتا ہے اور اس کے لیے ہمارے پاس سائیکاٹریسٹ ہوتے ہیں جن سے مدد لینا معاشرے نے برا بنایا ہے۔درحقیقت وہ ہماری ضرورت ہیں بس!"

میں چاہتی کیا تھی اس کا فیصلہ میں کر بھی نہیں سکتی تھی۔شاید اس لمحے میرا دل بوجھ تلے دب چکا تھا۔

"تو کیا تم چلو گی؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا تھا۔

"تم مجھے سپورٹ کرو گے؟"

"ہمیشہ"

"پھر زوہیب، زندگی میں ہر فیصلے کے لیے تیار ہو جاؤں گی اگر میرا بازو بننے کے لیے تم تیار ہو گے۔" اس نے میرا ہاتھ چھوڑ کر اپنا دایاں ہاتھ میرے کندھوں پر پھیلایا تھا، یہ احساس کہ وہ ساتھ تھا امید کی مانند چمکنے لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

سرد موسم، روح کو جما دینے والی ٹھنڈک اور سرد ماضی۔

چند لمحات "ماضی" کا حصہ بن چکے تھے مگر کیا وہ چند لمحات بھلانے کے قابل تھے؟ کیا وہ چند لمحات سانس لینے کی اجازت دیتے تھے؟

سوال ہر دور میں بے شمار ہوتے ہیں مگر جواب نادر، نجانے جواب ہر دور میں نادر کیوں ہوتے ہیں؟

~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~

وجود اپنے گلے پر دباؤ محسوس کر رہا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ کوئی اس کی سانس چھین رہا ہو۔ لمحہ بلمحہ سانس اکھڑنے لگی تھی۔ دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ گردن سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش دم توڑنے لگی تھی۔ گلے میں درد کی شدت بڑھنے لگی تھی۔ دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ وجود کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ چند گہرے سانس لیتے، خود کو نارمل کرنے کی کوشش میں مجھے دروازے پر ہوتی دستک نے متوجہ کیا تھا۔ خواب، حال، ماضی سب ایک دوسرے میں الجھ رہے تھے۔ کپکپاہٹ وجود کا حصہ تھی یا مجھے محسوس ہو رہی تھی فیصلہ مشکل تھا۔

دروازہ کھلنے پر زوہیب کا چہرا ابھرا تھا۔ اس کے چہرے پر فکر کے آثار نمایاں تھے۔ میری تکلیف میں میرے ساتھ اگر کوئی شخص تکلیف کی گھڑی سے گزر رہا تھا تو وہ یہ وجود تھا۔

"ملائک، کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، بس خواب تھا۔"

وہ بس خواب نہیں تھا۔ کبھی کبھی چیزیں "بس خواب" سے بہت آگے کی ہوتی ہیں مگر اس کو عام انداز میں کہنے سے ہمیں لگتا ہے کہ وہ عام ہو جائیں گی۔

"بس خواب ہوتا تو تم چیختی نہیں، تم کپکپاہٹ کا شکار نہ ہوتی، تمھارے چہرے پر ننھے قطرے نہ ہوتے، نہ تمھاری سانس اس قدر پھولی ہوتی۔"

"مگر وہ صرف خواب تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا خواب بتانا چاہتی ہو؟"

سر بہت آہستگی سے نفی میں ہلا تھا۔

"دروازہ لاک مت کرنا۔"

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ اس وقت مجھے خود کی آواز نہیں سننی تھی۔

انسان یا تو خود پر پردہ ڈال لے یا خود کی ہار قبول کر لے۔ہار کے اوپر پردے کو قبول کر رہی تھی میں، مگر کہیں ہمیں ناچاہتے ہوئے ہار کو قبول کر لینا چاہیے۔ بہت سی چیزیں ضرورت کی بناء پر کی جاتی ہیں، خواہش کی بنا پر نہیں۔ہار ضرورت نہیں ہونی چاہیے، مگر اس لمحے ہار ضرورت تھی اور میں ضرورت سے رخ موڑ گئی تھی۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

سفید کمرے میں ایک شخص کرسی پر براجمان تھا۔ دائیں جانب کھڑکی تھی جس سے ہاسپٹل سے باہر کی دنیا نظر آ رہی تھی۔ کھڑکی کے ساتھ ٹیبل تھا جس کی ایک طرف دو کرسیوں رکھی گئی تھیں۔ کرسیاں کچھ یوں تھیں کہ ایک کرسی کا رخ دوسری کرسی کی جانب تھا۔ڈاکٹر ارحم کی کرسی کا رخ میری کرسی کی جانب تھا۔ کمرا سرد نہیں تھا اس کے باوجود اس لمحے وہ انتہائی سرد تھا۔زوہیب کو کمرے میں رہنا ہے کہ نہیں اس کا فیصلہ مجھے کرنا تھا اور میں نے اس کو اپنی تاریکی میں ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

بولنا سہل کب ہوتا ہے؟شاید کبھی نہیں۔ تکلیف دہ مراحل کو بولنا تکلیف دہ مراحل میں واپس پلٹا دیتا ہے۔ میں پلٹ رہی تھی۔ ماں کی موت۔ میرا خدا کے وجود کا انکار۔ زوہیب سے شادی۔ میرے احساسات۔ میری روح کی پامالی۔ ناامیدی۔ اللہ سے شکوہ۔ میری ہر مشکل کو الفاظ دینے کا فیصلہ میں نے کیا تھا۔ میں نے ہر تکلیف کو محسوس کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ میں جب واپس مڑ کر دیکھوں تو یہ لمحات تکلیف دہ نہ ہوں۔

"کیا غصہ آتا ہے؟"

"نہیں۔"

"کسی پر بھی نہیں؟"

"نہیں۔"

"نفرت ہوتی ہے؟"

"بہت۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کس سے؟"

"ہر شخص سے، جو میرے ساتھ ہونے کے باوجود مجھے ساتھ ہونے کا احساس نہیں دے سکا۔ جس نے میری تکلیف دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ ہر بے حس انسان سے۔"

"سرِ فہرست کون ہے؟"

"میرا اپنا وجود۔"

"خودکشی کی کبھی؟"

"نہیں۔"

"دل کرتا ہے؟"

"ہاں"

"کی کیوں نہیں؟"

"بزدل ہوں۔ خوف آتا ہے کہ مر کر رب کو کیا کہوں گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنے ماضی کا قصوروار کس کو جانتی ہیں؟"

"خود کو۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں نے رب کو ناراض کر دیا، اس نے مجھے سزا دی۔ میں ناراض نہ کرتی تو وہ یہ نہ کرتا۔"

"آپ نے معافی مانگ لی تھی؟" سوال تھا۔ کٹھن سوال۔

"قبول نہیں ہوئی۔"

"قبول نہ ہوئی ہوتی تو آپ کو مضبوطی کے لیے ایک فیز سے نہ گزارا جاتا۔"

"آپ کو نہیں پتہ۔ میں نے گناہ کیے۔ نمازیں نہیں پڑھیں اس نے مجھے ڈس اون کر دیا۔ مجھے گہرے کنویں میں گرا دیا۔"

"رب پر غصہ ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بہت آہستگی سے ایک آنسو آنکھوں کی باڑ سے گرا تھا۔

"یعنی اسی پر غصہ ہے۔"

"غصہ نہیں ہے، شکوہ ہے۔ گلہ ہے۔ مجھے بچا لیتے وہ تو میں یوں نہ ہوتی۔ پے در پے مجھے گرنے دیا۔ میں گرتی چلی گئی۔"

"کیا کوئی بھی آپ کو اس کھائی سے بچانے والا نہیں بھیجا گیا تھا؟ حضرت یوسف کو جانتی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

ل "معلوم ہے ان کو کنویں میں ان کے بھائیوں نے گرایا تھا۔"

میں نے سر پھر اثبات میں ہلایا تھا اور پھر جملہ بھی میں نے ہی مکمل کیا تھا۔

ب "اور کنویں سے ان کو سفر کرنے والے گروہ نے نکالا تھا اور بیچ دیا تھا۔"

ل "آپ کو بھی کنویں سے کسی گروہ نے نکالا ہو گا؟"

خاموشی طویل تھی۔ طویل ہوتی بھی کیوں نا۔ وہ درست تھے میں غلط تھی۔ میں غلط ہی تو کرتی رہی تھی۔ میں نے ایک نظر زوہیب کو دیکھا تھا۔ کیا واقعی کوئی کھائی سے نکالنے والا نہیں تھا؟ میری کھانی میں زوہیب عزیز مصر تھا، وہ شخص جس نے مجھے خریدا تھا جو میری قدر جانتا تھا۔ ڈیوڈ نے ذلیخہ کا کردار اپنایا تھا۔ مجھے کنویں سے میرے گھر والوں نے نکالا تھا۔ مجھے کنویں میں ماں کی موت نے پھینکا تھا۔ حضرت یوسف، آہ حضرت یوسف تو یوسف ہی تھے۔

"غلطیاں ہر دور میں کرتی رہی ہوں میں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"غلطیاں ہر دور میں انسان ہی کرتے ہیں۔"

"میں کرنا نہیں چاہتی تھی۔"

"آپ نہ بھی چاہتیں تب بھی آپ غلطی کرتیں کیونکہ ہم انسان ہیں۔ انسان پرفیکٹ نہیں ہو سکتے۔ وہ ناقص اور کمزور ہی رہتے ہیں۔"

"میں ناقص اور کمزور وجود کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔"

"آپ اپنی حقیقت کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ خود کو وقت دیں۔"

"میں مزید وقت نہیں دینا چاہتی۔"

"ٹھیک ہونے کے لیے وقت دینا پڑے گا۔ ساری زندگی آپ کو خود کو قبول کرنے کے لیے لگانی پڑے گی۔"

خاموشی میرے اندر باہر چھا گئی تھی۔ مجھے ٹھیک ہونا تھا اور لازمی ہونا تھا مگر وقت دینا نہیں آتا تھا مجھے یا شاید میں وقت دینے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ سفید سرد کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی۔ قلم کے چلنے کی بہت مدھم آواز آ رہی تھی۔ چند ادویات کاغذ کے ٹکڑے پر لکھی گئیں تھیں۔ بہت نرمی سے ان کو پابندی سے لینے کی ہدایت بھی کی گئی تھی۔

ٹراماز کے دور میں ہیلینگ کے سفر کا آغاز ہو رہا تھا۔ نجانے ہیلینگ کا سفر کیسا ہو گا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

گاڑی میں خاموشی تھی۔ ہمیشہ کی طرح خاموشی کو توڑنے والا زوہیب تھا۔

"پاکستان اور ملک کے مسلم ایریاز سے چند لوگ آئے ہوئے ہیں

Painting exhibition

کے لیے۔ تم جانا چاہو گی؟"

"پینٹنگ؟"

یو ٹرن لیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"تمھیں پینٹنگ پسند ہے نا؟ بہت سے لوگ ہوں گے تمھیں اچھا لگے گا۔"

"زوہیب ماں کو میری پینٹنگز پسند تھیں۔ میرا تو کینوس دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔"

"تم دیکھو گی تو ہو سکتا ہے کہ تمھیں رنگ بھرنا پسند آجائے۔"

"ٹھیک ہے۔" رضامند نہیں تھی لیکن میں انکار بھی نہیں کر سکی تھی۔ جب ایک شخص آپ کے لیے انتہا سے بڑھ کر کر رہا ہو تو دینا واجب ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو خود کا وجود شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~

سیاہ رات میں' گاڑی پھر اپنے سفر پر رواں تھی۔ کینیڈا جیسے ملک میں رات کو ایگزیبیشن رکھنے سے بڑی بے وقوفی مجھے کوئی نہیں لگی تھی۔ رات کے پہر آدھا کینیڈا اندھیرے میں گھر جاتا ہے بہر حال ہم جگہ پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ کتنے ماہر آرٹسٹ یہاں موجود ہوں گے۔ ہر طرف چھوٹی بڑی پینٹنگز لگی ہوئی تھیں۔ مختلف رنگوں کا مجموعہ جس کو اکثر لوگ سمجھنے سے قاصر ہوتے تھے اور بڑے فخریہ انداز سے کہتے کہ یہ کون لے گا اور در حقیقت وہی پینٹنگ قدردان لوگ لاکھوں میں لیتے تھے۔ میں ایک پینٹنگ کے سامنے رکی تھی۔ ایک لڑکی کا وجود رنگوں سے بھرا تھا ہر رنگ سے مگر اس کی آنکھیں۔۔۔ وہ بے نور تھیں۔ وجود میں واحد چیز جو بے نور تھی وہ اس کی آنکھیں تھیں۔ یکدم میں نے اپنے کپڑے دیکھے تھے۔ میری سکرٹ پر مختلف رنگوں کے پھول تھے میری شرٹ ہلکے گلابی رنگ کی تھی اور میرا اسکارف سفید رنگ کا تھا۔ میں بھی رنگوں

میں ڈوبی تھی مگر کیا میری آنکھیں بھی بے نور تھیں۔ایک دم میرا رخ زوہیب کی طرف ہوا تھا۔

"کیا میری آنکھوں میں رنگ نہیں ہیں؟"

میرے چہرے اور سوال پر وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہی ہوا تھا۔پہلے اس نے میرے پیچھے لگی پینٹنگ دیکھی تھی پھر مجھے دیکھا تھا۔سنبھلنے پر اس نے نرمی سے کہا تھا۔

"ملائک تم کوئی پینٹنگ تو نہیں کہ بغیر رنگوں کے ہو۔انسان کی آنکھیں بے نور بھی خوبصورت ہوتی ہیں اور پُرنور بھی زندگی بخش ہوتی ہیں۔آؤ آگے چلتے ہیں۔"

میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اب۔وہ مجھے اس منظر سے نکالنے کی سعی کر رہا تھا۔خاموش کوشش۔

چلتے ہوئے ہم کسی خطاط کی دیوار پر آ کر کھڑے ہوئے تھے۔وہ پینٹنگز حقیقتاً حیران کن تھیں۔مختلف انداز سے لکھی گئیں آیات۔وہ خط بے انتہا خوبصورت تھا مگر اس خوبصورتی کے معنی سے میں لاعلم تھی۔یہ وہ موقع تھا کہ مجھے شرم سے پانی پانی ہونا پڑ رہا تھا۔ان

پینٹنگز کے ساتھ خطاط بھی کھڑا تھا۔ میں نے پہلی دفعہ کسی کو اپنی پینٹنگ کی نمائش میں بھی خطاطی کرتے دیکھا تھا۔ میں ان کے بلکل پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی۔ میرا دل رعب سے بھر گیا تھا۔ ان کے کام میں رعب تھا۔ ان کے قلم کے چلنے میں رعب تھا۔ کینوس پر سیاہ رات بنی ہوئی تھی اور سیاہ رات میں اوپر سے ہلکی سی روشنی زمین پر اتر رہی تھی اس روشنی پر بہت باریک قلم سے وہ آیت لکھ رہے تھے۔ سنہری رنگ سے وہ آیت لکھی جا رہی تھی۔

الیس اللہ بکاف عبدہ

آیت مکمل ہو چکی۔ وہ ہاتھ تھم چکا۔ اب اس خطاطی کے آخر میں وہ ہر آرٹسٹ کی طرح اپنے دستخط کر رہے تھے۔

"کیا یہ پینٹنگ آپ مجھے دیں گے؟"

میرے سوال پر وہ تو چونکے ہی تھے ساتھ زوہیب بھی چونکا تھا۔

"یہ پینٹنگ نمائش کے لیے نہیں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مگر مجھے یہ دے دیں۔"

"یہ کسی کے لیے ہے۔"

"یہ میرے لیے نہیں ہو سکتی کیا؟"

"ہر خطا طی پر اس کے مالک کا نام درج ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ میں یا تم نہیں کرتے یہ فیصلہ آسمان والے کی جانب سے ہوتا کہ کون سا شاہکار کس کے نام ہوتا۔"

"پھر تو اس نے میرے نام پر کوئی خطا طی نہیں لکھی ہو گی۔" نا امیدی میرے اندر گھلنے لگی تھی۔

Clubb of Quality Content

"وہ قدر دان ہے۔ دینے والوں کو ضرور دیتا ہے۔ تم نے اس کے نام کیا کیا ہے؟"

کچھ دیر میں جمع تقسیم کرتی رہی کیا میں نے اس کے نام کچھ کیا تھا؟ نہیں میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔

"اس آیت کا مطلب کیا ہے؟"

"تم مطلب جانے بغیر پینٹنگ کے حصول کی خواہش رکھتی ہو؟"

"میں رب کے حصول کی خواہش رکھتی ہوں سر، مطلب جانے بغیر، تفصیل جانے بغیر۔ مجھے اس کی حکمت کی سمجھ نہیں آتی۔"

"تم رب کو جانے بغیر اس کو نہیں پا سکتی، نہ اس حکمت سمجھ سکتی، نہ اس کی وسعت، لڑکی۔"

"آیت کا مطلب کیا ہے سر؟"

"الیس اللہ بکاف عبدہ

کیا تمھارے لیے تمھارا رب کافی نہیں ہے۔"

"آپ مجھے پینٹنگ نہیں دے رہے تو ہنر ہی دے دیں۔"

میری آواز میں افسوس تھا۔

"ہنر تو سیکھا جاتا ہے۔"

"تو آپ مجھے سیکھا دیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرے پاس رنگ بھرنے کا ہنر تھا، میں اب اس دور میں یہی ہنر اس کے نام کر سکتی تھی

۔

"میں اگلے پورے ماہ کے لیے یہی ہوں تم سیکھنا چاہتی ہو تو میں تمھیں پتہ دے دیتا ہوں۔

تم ادھر آجایا کرنا۔"

"زوہیب، تم مجھے لے جاؤ گے؟"

غم کا خول ٹوٹا بھی تھا تو رب کا نام دیکھ کر۔

"میں تمھیں لے جاؤں گا۔"

اس کے چہرے پر جان دار مسکراہٹ تھی۔

"ملائک، ان کی کوئی اور پینٹنگ لے لو۔"

"لیکن مجھے وہ چاہیے تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ چاہت سے زیادہ ضرورت ہوتے ہیں۔ تم ضرورت سمجھ کر لے لو۔ اپنے کمرے میں لگا لینا۔"

میں نے ایک دفعہ دیوار پر لگے ہنر کا جائزہ لیا تھا اور اس کے بعد میں نے وہ پینٹنگ اٹھائی تھی جس کے اوپر سوکھے گلاب بنے تھے اور ان سوکھے گلاب پر کچھ کھلے ہوئے گلاب تھے جو آیت کے نقطوں کی جگہ بنے تھے۔ چھوٹے بڑے سرخ گلاب۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی۔

میں نے زوہیب کو دیکھ کر پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس نے بہت نرمی سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ اس ہنر پر میرا نام درج تھا۔ وہ میرے ارادے پر میرے نام کوئی خطاطی کر چکا تھا۔ وہ قدردان سے زیادہ، بے نیاز تھا۔ زوہیب ان کی جانب اپنا کارڈ لیے بڑھا رہا تھا کہ وہ کہنے لگے

"یہ میری طلبہ کے لیے میرے طرف سے تحفہ ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چند لمحات تو ایسے تھے کہ میں بولنے کی کوشش کے باوجود بول نہ سکی اور پھر میں نے زوہیب کی طرف دیکھا تھا کیا مجھے تحفہ لینا چاہیے اس نے مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں شکر گزار ہونے کا کہا تھا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اس تحفے کی وجہ دریافت کرنے کا فیصلہ اگلے ایک ماہ پر ڈال دیا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•

باب بیستم

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بہت سوچ و بچار کے بعد میں نے ملائک کے لیے ڈاکٹر کا انتخاب کر لیا تھا۔ یہ انتخاب کہیں زیادہ آسان ہوتا اگر یہ مجھ سے جڑے کسی شخص کے متعلق نہ ہوتا۔ سفر اور سفر کے بعد سفید کمرے میں بیٹھنا اور ملائکہ کو سننا یہ مشکل ترین عمل تھا۔ ایسے سفید کمروں میں پچھلے چند سالوں سے میں بھی یہی کر رہا تھا۔ مختلف کہانیاں سننا ان کہانیوں سے نکلنے کے لیے مختلف راستے دینا۔ یہ سب تو میرا روز کا معمول تھا مگر اس دفعہ میں جس کا سامع بن رہا تھا وہ

میری بیوی تھی۔اس کے لبوں سے آزاد ہوتے الفاظ کا گواہ میں تھا۔اس کی تکلیف کی شدت کو محسوس کرنے والا میں تھا۔ملائکہ کو سفید کمرے کے اثر سے نکالنے کے لیے میں نے ہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کو ایگزیبیشن پر لے کر جایا جائے اور کسی حد تک میں کامیاب بھی رہا تھا۔ وہ رنگ بھرنے کی خواہش مند تھی۔وہ اپنے ہاتھوں کو خطاطی کے لیے وقف کرنا چاہتی تھی ۔وہ اپنی صلاحیت کا استعمال اللہ کے لیے کرنا چاہتی تھی اور اس سب میں اس کو مجھ سے اجازت نامہ چاہیے تھا۔وہ جب امید سے بھری نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی تو مجھے احساس ہوا یہ منظر اور وہ آنکھیں انتہائی خوبصورت ہیں۔وہ اس سے کچھ دیر پہلے اپنی آنکھوں کے رنگ کے متعلق پوچھ رہی تھی۔اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ آنکھیں اپنے چاہنے والے کو ڈبو دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔اگلے ایک ماہ میں وہ اپنے دل کی رضامندی سے کوئی کام کرنے والے تھی اور یہ خوش آئندہ بات تھی۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

"زوہیب"

میں اس وقت ٹی وی لاونج میں بیٹھے کچھ کام کر رہا تھا۔ آج اتوار تھا،ڈیوٹی ارزکم وقت کے تھے۔اسی کے دوارن ملائکہ کی آواز آئی تھی اور پھر وہ بھی نمودار ہوئی تھی۔ماتھے پر شکنیں، انداز میں جھنجھلاہٹ بلکل واضح تھی۔

"زوہیب میری بات سن لو۔"

"میں سن رہا ہوں ملائک۔"

"مجھے کچھ سامان چاہیے۔"

"اوکے،لے آئیں گے۔"

"لیکن مجھے کیلیگرافی کے لیے جانے سے پہلے وہ سامان چاہیے۔"

اب تک کی سب سے زیادہ نارمل گفتگو تھی جو کینیڈا آنے کے بعد کے سارے عرصے میں ہمارے درمیان ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے۔شام 4 بجے کا وقت ہے تو ہم تھوڑا پہلے نکل جائیں گے۔ تمھیں جو سامان چاہیے وہ لے لینا۔یونیورسٹی کب سے جانا شروع کرو گی؟"

"یونیورسٹی؟" آواز کی جھنجھلاہٹ کپکپاہٹ میں بدل چکی تھی۔اس کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔

"جی۔۔۔کلاس کب ہے؟"

"مجھے یونی ورسٹی نہیں جانا زوہیب۔"اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

میں نے لیپ ٹاپ سامنے ٹیبل پر رکھ کر اس کی جانب توجہ کی تھی۔

"ملائک، مجرم چھپا کرتے ہیں۔تم کہانی کی مجرم نہیں ہو۔جو مجرم ہے،وہ علم حاصل کرے اور جو مظلوم ہے وہ علم سے محروم ہو جائے؟"

"میرے اندر وہ ہمت نہیں ہے جو مجھے کھڑا ہونے پر مجبور کرے۔"

"ہمت کرنے سے ہی آئے گی ملائک۔"

"زندگی تلخ ہے۔"

"نہیں، انسان تلخ ہوتے ہیں۔"

"میرا دل نہیں کرتا وہاں جانے کو۔"

"کبھی کبھی ہمیں خود سے باغی ہونا پڑتا ہے۔ یہ تمھارے لیے ضروری ہے۔"

"میں دوست نہیں بنانا چاہتی۔"

"ٹھیک ہے۔ تم کلاس ختم ہوتے ہی مجھے کال کر دیا کرنا۔ ہم آپ کے دروازے پر ہوں گے۔"

Clubb of Quality Content

کچھ باتوں کا وقت ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت پر ہی بھلی لگتی ہیں۔ یہ وہ وقت نہیں تھا جس میں میں اس کو بتاتا کہ دوست کتنے اہم ہوتے ہیں اور کہاں کہاں ضروری ہوتے ہیں۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

پاکستان سے کینیڈا آنے کے بعد شاید یہ پہلی شام تھی جس میں ملائک حقیقتاً خوش تھی۔

چہرے پر مدھم مسکراہٹ، آنکھوں میں مدہم سی چمک جو شاید اس عرصے میں پہلی دفعہ نظر آئی تھی۔ کینیڈا کی سردی کے حساب سے پہنے گئے کپڑے اس کے وجود کو ضرورت سے زیادہ موٹا دیکھا رہے تھے ویسے یہ خاصی تعجب والی بات تھی کہ گھر میں ہیٹنگ سسٹم تھا، گاڑی میں ہیٹر تھا، سٹور میں سینٹرل ہیٹنگ سسٹم تھا جس ایریا میں خطاط کی رہائش تھی وہ بھی خاصا ایلیٹ کلاس تھا مگر اس سب کے باوجود میری بیوی، بیوی سے زیادہ بھالو لگ رہی تھی۔ یقیناً اس کو سردی ضرورت سے زیادہ لگتی تھی۔ یہ آج کا نہیں روز کا معمول تھا۔ اکثر وہ گھر کے اندر بھی دو سوئیٹرز پہن کر پھر رہی ہوتی تھی۔

"زوہیب، میں نے لسٹ بنالی ہے۔ مجھے پہلے سٹور پر ہی لے کر جانا۔"

کیا کوئی اس کو بتا سکتا تھا کہ اس کا یہ تازگی سے بھرا وجود کتنا متاثر کن تھا۔ کتنا راحت زدہ تھا۔

بہت مدہم مسکراہٹ کے ساتھ سر خم میں ہلا تھا۔

گاڑی سے سٹور اور سٹور میں مختلف رنگوں کو دیکھتی وہ اس تمام عرصے سے انتہائی مختلف ملائک تھی، غم کا وہ سائیکل اب آ کر بلآخر ٹوٹ گیا تھا۔

اس کو خطاط کے پاس اتارتے میں انتہائی پُر سکون تھا۔

"ملائک، کال کر لینا۔"

اس دروازے پر میں تب تک کھڑا رہا تھا جب تک خطاط مصطفیٰ نہ آئے تھے اور وہ اندر داخل نہیں ہوئی تھی۔

کچھ لوگوں کی خوشیاں آپ کی مسکراہٹ کو سلامت رکھنے کی وجہ بن جاتی ہیں۔

~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~

باب بیست ویکم

ان کا ہاتھ اسی نرمی سے کینوس پر چل رہا تھا۔ نجانے ہاتھ میں محبت تھی یا جو الفاظ وہ لکھ رہے تھے ان کا اثر ان کے وجود میں تھا۔ وہ انتہائی ٹھنڈک کا احساس دیتے تھے۔ ان کی شخصیت پر سکون تھی۔ ایسا سکون ان کی شخصیت میں تھا جیسا سکون بہتے پانی میں ہوتا ہے۔ میں کسی سے متاثر اس قدر ہو گئی تھی کہ اس کے ہاتھ کا سکون خود کے وجود میں اتارنا چاہتی تھی بھلا یہ ممکن بھی تھا؟

قلم چلتے چلتے لرزنے لگا تھا۔ آخر یہ لرزتا کیوں تھا؟

"آپ کو معلوم ہے ہنر مند کے ہاتھ کپکپاتے نہیں ہیں۔"

"ہنر مند کے نہیں کپکپاتے مگر مومن کا دل اور ہاتھ دونوں کپکپا جاتے ہیں۔"

چند لمحے خاموشی رہی تھی۔ ان کے ہاتھ ویسے ہی نقش کھینچتے رہے تھے حتی کہ خطاطی مکمل ہو چکی تھی۔

گہرا نیلا رنگ، سیاہ رات، چمکتے ستارے اور ان چمکتے ستاروں میں سرمئی رنگ کی خطاطی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ۚ﴿۴۶﴾

بہت آہستگی سے میرے لب پھڑ پھڑائے تھے۔شاید وجود پر کچھ شرمسار کرنے والے قطرے بھی گرتے محسوس ہوئے تھے۔ معنی تو معلوم نہیں تھا کہ میں کچھ تبصرہ کرتی۔

"اور جو کوئی ڈرے کھڑے ہونے سے اپنے رب کے سامنے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

وہ خود ہی ترجمہ کر رہے تھے۔بے خودی کی کیفیت میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ان کی آنکھوں میں ننھے قطرے تیر رہے تھے۔ان کے وجود پر کپکپی طاری تھی۔ایک ملمع ہی تھی ان کی بات ترجمہ اور ہاتھوں کی کپکپاہٹ نجانے کیا تھا اور کیا نہیں۔کچھ لمحے یونہی سرکے تھے اور پھر وہ ہمکلام ہوئے تھے۔

"کیا اس کام کی طرف بڑھیں جس کے لیے تم یہاں آئی ہو؟"

"میں سارا سامان لے کر آئی ہوں۔"کچھ فخریہ سا انداز تھا میرا۔ مکمل تیاری سے آئی تھی۔یہ انداز بھی نہ رکھتی۔

"نوٹ بک ہے؟"

"نوٹ بک؟"

"کیگرافی سے پہلے کیلیگرافی کی تاریخ دیکھیں گے تاکہ تمھیں علم ہو اس علم کی فضیلت کا۔"

یہ سب ویسے تو نہیں تھا جو میں سوچ کر آئی تھی۔ نوٹ بک، تاریخ۔۔۔۔

ناگواری کو چھپاتے میں نے صرف مدہم مسکراہٹ ہی دیکھائی تھی۔ میرے تعمیر کردہ مٹی کے محل پر سمندر کی بے لگام موجیں موجزن ہوئی تھیں۔

"کچھ سال قبل میں بھی تمھاری ہی طرح اس علم کو خود میں اتارنے کے لیے اپنے استاد کے سامنے بیٹھا تھا جنھوں نے میرے ساتھ وہی کیا تھا جو میں نے تمھارے ساتھ کیا ہے۔"

وہ رکے تھے۔ ان کو میری تکلیف کا اندازہ تھا۔

کرسی کھینچ کر میرے سامنے بیٹھے تھے اور کسی قصہ گو کی طرح انھوں نے آغاز کیا تھا۔

"مگر تاریخ اہمیت واضح کرتی ہے۔ تاریخ کے پہلے خطاط ادریس علیہ السلام تھے۔ قلم تب سے ہے جب سے تمھارا اور میرا وجود بھی نہیں۔ اس زمین و آسمان کی پیدائش سے بھی قبل اس کی ایجاد ہوئی۔ اسی لیے اس قلم کے استعمال سے پہلے یہ یاد رکھنا کہ قدم اور قلم دونوں سوچ سمجھ کر اٹھانا کہ جو قلم اٹھ گیا اس سے لکھا حرف مٹ نہیں سکتا اور جو قدم اٹھ گیا اس سے واپسی کی راہ کوئی نہیں۔ عربوں میں یہ خط اسماعیل کے بیٹے کے ذریعے سے مشہور ہوا۔ وقت گزرتا رہا مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ جو عربی رسم الخط تم نقطے کے ساتھ دیکھتی ہو اس میں نقطوں کا وجود نہیں تھا۔ جو اعراب دیکھتی ہو وہ بھی نہ تھے۔ وقت کے گزرتے لمحوں نے بہت سی تبدیلیاں کیں، بہت سے قلم والوں نے اس علم کو آگے پہنچانے کے لیے تگ و دو کی، اس تاریخ میں ایک نام ابن مقلہ کا ہے۔ ہندسوں کے ماہر نقطے لگانے والے شخص بن گئے۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ تین بار خلفائے وقت کی خدمات انجام دینے کا موقع ملا مگر بغاوت کے الزام نے پہلے ان کو ایک ہاتھ سے محروم کیا ایک ہاتھ کے کٹ جانے پر تاریخ میں آتا ہے کہ انھوں نے بائیں ہاتھ اور منہ کی مدد سے دیوار پر درج کیا

الحمد اللہ علی کل حال۔ وہ اپنے فن کے ماہر تھے۔ ہاتھ کٹنے پر منہ اور بائیں ہاتھ سے بھی بہترین خطاطی کرتے۔ ان کا یہ عمل خلیفہ کو پسند نہ آیا جس کے نتیجے میں بعض مورخین کے مطابق ان کا دوسرا ہاتھ بھی کٹوا دیا گیا۔ وہ اپنے منہ کی مدد سے رسط الخط کی تاریخ رقم کرتے رہے حتی کہ ظالموں نے دو مرتبہ پھر ان پر بغاوت کے الزام لگائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہترین خطاط نے اپنی زندگی کے آخری ایام جیل میں گزارے اور اسی جیل میں ان کا انتقال ہو گیا۔"

ان کی آواز نم تھی۔

"سلطنت بغداد کا ماہر خطاط اپنی محبت کی مثال دیتا رہا۔ یہ محبت، یہ علم ان کے بعد ان کے شاگردوں اور نسلوں نے آگے پہنچایا ہے۔ اس کو اپنے ہاتھوں پر منتقل کرنے کی سوچ سے نکلی ہو تو دل میں بھی محفوظ رکھنا کہ تاریخ کے بہت سے ابن مقلہ یوں ہی اس کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔"

اب وہ قلم پکڑنے کا انداز۔ خط لگانے کا طریقہ کار بتا رہے تھے۔ سفر شروع ہو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~

واپسی کا سفر ویسا ہی تھا خاموش۔۔۔

رات مکمل طور پر پھیل چکی تھی۔ نجانے کیوں جیسے ہی رات آسمان پر اترتی تھی ویسی ہی رات دل پر اتر آتی تھی۔ ویسی ہی خاموشی اندر بسیرا کر لیتی تھی۔ گھر پہنچ چکے تھے۔ ڈائنگ پر خاموشی سے کھانا رکھا گیا۔ کھایا گیا اور ایک گھر میں رہنے والے لوگ الگ الگ کمروں میں بند ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرصے بعد میں بیڈ پر اپنی ڈائری کے ساتھ مصروف تھی۔

"میں کینیڈا آ چکی ہوں۔ زندگی برف کی سِل جیسی نہیں رہی کہ آہستہ آہستہ پگھلتی رہے۔ کھولتی آگ جیسی ہو گئی ہے جس میں سے نکلنا ناممکن رکنا عذاب اور مرنا غیر یقینی ہو گیا ہے۔ وجود کے اوپر چھائی تازگی وجود کے اندر کے اندھیروں پر غالب نہیں آتی۔ رات کے اندھیروں میں وجود اسی سیاہی میں گھلنے لگتا ہے۔ کسی کے ہاتھ ویسے ہی جسم پر رینگنے لگتے ہیں۔ نفرت چھوٹا لفظ ہے۔ غلاظت سے بھی بڑھ کر خود کے لیے کوئی جذبہ محسوس ہوتا

ہے۔ گھٹن، تنگی، دل برداشتہ ہونا یہ سب عام ہے مگر اس عام میں خاص زندگی کی امنگ کا نہ ہونا ہے۔ نہ جینے کا دل کرتا اور نہ موت در پر آتی ہے۔"

چند آنسو ٹپکے تھے۔ دماغ شدید تکلیف کا شکار ہونے لگا تھا۔ سب کچھ ایک کیسٹ کی طرح چل رہا تھا۔ ماں، ماہم، بچپن، بابا، بھائی سب گڈمڈ ہو رہا تھا۔ دماغ میں آوازیں گونج رہی تھیں۔ ہاں ماں کی آواز تھی یہ۔ ماں بلا رہیں تھیں مجھے۔ ماں کا آنچل لہرا رہا تھا۔ میرے کمرے کے درمیان میں ماں تھیں۔ آہستگی سے بیڈ سے اترتے میں آگے بڑھ رہی تھی۔ ماں موجود تھیں۔ ماں کے آنگن میں میں خود کو سمیٹ سکتی تھی۔ بیڈ سے دھیمے انداز سے اترتے یکدم میرے انداز میں تیزی آئی تھی۔ بجلی کی سی تیزی۔ میں دوڑی تھی ماں کے گلے لگنے کے لیے، ماں نے باہیں پھیلا لی تھیں بلکل ویسے ہی جیسے وہ میرے سکول سے آنے پر کرتی تھیں۔ قدموں کی تیزی بھاگنے میں بدلی تھی یکدم ماں منظر سے اوجھل ہو گئیں تھی۔ ماں کی جگہ اب ڈیوڈ کی شکل نمودار ہوئی تھی۔ وہ باہیں پھیلائے کھڑا تھا۔ مجھے اس کے گلے نہیں لگا تھا خود کو روکنے کی سعی کرتے ہوئے، میرے پاؤں میں رگ اٹکا تھا

اور میں منہ کے بال زمین پر گری تھی۔ مجھے یہی محسوس ہوا تھا کہ میں خود کو ایک مشکل سے بچاتے بچاتے دوسری میں اٹک کر گری ہوں۔ ماں نہ ہو تو بچے یونہی زمین پر گرتے ہیں۔ چیخ بلند ہوئی تھی۔ ایک فوارہ تھا جو میں نے اپنی ناک سے نکلتے دیکھا تھا۔ سفید رگ میرے خون سے سرخ ہو رہا تھا۔ قطرہ قطرہ ٹپک کر سفید رگ کو داغ دار کر رہا تھا۔ ساکن وجود تھا میرا اور اس ساکت وجود نے پھر آواز سنی تھی ہاں یہ زوہیب کی آواز تھی وہ آواز وہم نہیں ہو سکتی تھی۔ آواز میں فکر مندی تھی۔ میرا رخ اپنی جانب کیا تھا۔ ناک سے سرخ لکیر بہہ رہی تھی۔ آنکھوں میں نمکین پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ میں زندگی میں ایک بار پھر ہار گئی تھی۔

"کبھی کچھ ٹھیک کیوں نہیں ہوتا زوہیب۔"

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

باب بیست و دوم

ناک سے سرخ لکیر بہہ رہی تھی۔ آنکھوں میں نمکین پانی ٹھہرا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

ایک تکلیف دہ منظر میری آنکھیں دیکھ رہیں تھیں اور ایک تکلیف میرے اندر سر اٹھا رہی تھی۔ اس کے لبوں سے بہت مدھم مگر بکھرے ہوئے الفاظ نکلے تھے۔ کچھ لوگوں کے لیے ہم ایسے محافظ بن جانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے لیے وہ پرندہ ہوں جو ہر مشکل میں پر پھیلا کر وجود کو خود میں چھپا لے۔ وہ اس وجود کو ہر تکلیف سے بچا لے۔ حتیٰ کہ ہر آندھی سے وہ وجود محفوظ ہو جایے مگر ایسا کچھ ممکن بھی تو نہیں۔ انسان کو زندگی میں بہت سے مقامات پر یہ سیکھایا جاتا ہے کہ وہ صرف انسان ہے، کسی کی فکر تو کر سکتا ہے مگر اس کی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا۔ بے بسی کا احساس اس لمحے سر اٹھاتا ہے اور اس بے بسی میں قدرت رکھنے والا رب یاد آتا ہے۔

اس کی آنکھیں بکھرے ہوئے وجود کا ثبوت تھیں۔ خون کو روکنے میں بمشکل پانچ منٹ سے بھی کم وقفہ لگا تھا مگر بظاہر پانچ سے دس منٹ کی تکلیف برسوں کی محنت کو ہوا کر دیتی ہے۔ چند دنوں کی محنت اور وہ مدھم امید ہوا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ اس کے مطابق وہ زمین سے لگی تھی مگر در حقیقت وہ بیڈ کے کنارے سے لگی تھی۔ حقیقتاً ہوا کیا تھا یہ سوال تھا جس کا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جواب دینے والا جواب دینے کی حالت میں نہیں تھا۔ زندگی حقیقتاً ظالم ہے یا شاید زندگی میں ملنے والے لوگ ظالم ہیں۔

منظر کچھ یوں تھا کہ سرخ دھبوں والا رگ ہمارے سامنے تھا۔ میں اور ملائک بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے سامنے پھیلائے ہوئے تھی۔ گندمی اور سفید کے درمیان کا رنگ تھا وہ۔ نہ مکمل گندمی نہ سفید۔ ایک انگلی میں سیاہ نگ کی انگوٹھی تھی۔ وہ کچھ اس انداز سے چمک رہی تھی کہ اس کے ہاتھ کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔ وہ بہت خاموش نظروں سے اس ہاتھ کو گھور رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمھیں پتہ ہے لوگوں کو کیا لگتا ہے۔"

وہ رکی تھی۔ وہ میرے جواب کے لیے نہیں رکی تھی۔ وہ اپنے ذہن میں جملوں کو ترتیب دے رہی تھی۔

"کہ میں بار بار اپنے ہاتھ اس لیے دیکھتی ہوں کیونکہ یہ مجھے خوبصورت لگتے ہیں۔"

ایک قہقہہ اس نے لگایا تھا۔ وہ ہنسی درد کے سمندر میں ڈوبی معلوم ہوتی تھی۔

"مگر حقیقت معلوم ہے کیا ہے؟

میں ان ہاتھوں کو بار بار اس لیے دیکھتی ہوں تا کہ خود کو یہ احساس دے سکوں کہ یہ نہیں کانپ رہے۔ یہ شدید ذہنی دباؤ کے باوجود ایگزائیٹی کا شکار نہیں ہو رہے۔ میں خود کو یہ تحفظ دینے کی ناکام کوشش کرتی ہوں کہ میں ٹھیک ہوں۔ میرے ذہن میں چلتا طوفان میرے ذہن تک ہی ہے۔ وہ میرے بدن کا مسافر نہیں بنا۔"

آواز لڑکھڑاہٹ کا شکار ہو گئی تھی۔ بہت کچھ اندر دبانے کی سعی کی جا رہی تھی۔

"کتنا بدترین منظر ہوتا ہے جب آپ ذہنی دباؤ کا شکار بھی ہوتے ہیں اور وہ ذہنی دباؤ آپ کے حلق میں اٹک جاتا ہے۔ سانسیں تنگ ہوتی ہیں۔ ہاتھ کپکپاتے ہیں۔ لوگ یہ منظر دیکھتے ہیں۔ کچھ تفکر سے، کچھ پریشانی سے، کچھ جھنجھلاہٹ سے اور آپ خود؟

آپ کہیں ناامیدی کے سمندر میں ڈوبنے لگتے ہیں۔"

ایک اور وقفہ خود کو قابو کرنے کی ایک اور کوشش۔

"مگر آپ اس سمندر میں نہ ڈوبتے ہیں، نہ تیرتے ہیں۔ کتنا اچھا ہو کہ ڈوب کر کام ختم ہو جائے۔ ذہنی دباؤ حلق میں ہی اٹک جائے اور کہانی تمام ہو جائے مگر یوں کہانیاں کہاں تمام ہوتی ہیں۔ یہ تو اندر کا ایک حصہ ہضم کر کے ہی مرتی ہیں۔"

پھیلایا ہوا ہاتھ سمیٹ لیا گیا تھا۔ آنکھیں بند کر لی گئیں تھیں اور سر کی پشت بیڈ کے کنارے سے لگا لی گئی تھی۔ جو بولنا چاہتی تھی وہ بول چکی تھی۔ مزید کچھ بولنے کے لیے تھا بھی تو وہ کچھ کہنے کے در پر نہ تھی۔ کہانیاں نہیں ختم ہوتیں مگر الفاظ ختم ہو جاتے ہیں۔ الفاظ کا ختم ہونا بھی امتحان ہوتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر میں اس کو صرف یہ احساس دے سکتا تھا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ وہ اس سفر میں اکیلے نہیں لڑ رہی۔

"زوہیب، تم ہاتھ نہ بھی پکڑو تب بھی مجھے پتہ ہے تم میرے ساتھ ہو۔" اس کے چہرے پر اداس مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔ اس نے اپنا سر میرے کندھے سے ٹکا دیا تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

یونیورسٹی جانے کے لیے راضی کرنا کچھ مزید مشکل ہو گیا تھا بہر حال یہ ضروری تھا۔ فائٹ اینڈ فلائٹ کے اصول میں فائٹ کو چننا آسان تھوڑی تھا۔

کھانے کی ٹیبل پر میں اور ملائک آمنے سامنے براجمان تھے۔ ستا ہوا چہرا، ذہنی کشمکش کا واضح ثبوت تھا۔

"ملائک، تم تیار ہو جاؤ۔ آج یونیورسٹی جانا ہے۔"

فیصلے مسلط کرنا انتہائی تلخ عمل ہوتا ہے۔

جواب الفاظ کی صورت نہیں آیا تھا فقط سر ہلایا گیا تھا۔ طویل بحث جیسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~~•~

بابِ بیست و سوم

میں اس موڑ پر خود کو وقت کے دھارے پر چھوڑ دینا چاہتی تھی جو جیسے ہو رہا تھا ہونے دینا چاہتی تھی۔ مجھے یاد ہے جب میں اسلام آباد میں تھی تو ایک دفعہ ہم شاہ دراں گئے تھے۔ اس موقعے پر بیٹھے بیٹھے کہیں سے تیراکی کا موضوع چھیڑ دیا گیا تھا۔ اس وقت بھائی کہنے لگا تھا کہ تیراک ڈوا اینڈ ڈائے سچویشن میں ہوتا ہے۔ اگر وہ سمندر میں کودتے ہی ہاتھ پاؤں کچھ زور سے مارے تو وہ ڈوب سکتا ہے۔ اس مقام پر اس کو اپنی تمام حساسیت کو جگانا پڑتا ہے اور خود کو سمندر کے سپرد کرنا ہوتا ہے۔ زندگی کے اس موڑ پر میں خود کو اس دریا کے سپرد کر دینا چاہتی ہوں۔ میں حساسیت کے اوپر فقل لگا کر خود کو سمندر میں چھوڑنا چاہتی ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ فقل مجھے مار دے گا۔

ڈائری بند کر کے بیگ میں ڈالی گئی تھی۔ اسی لمحے میں نے لونا کو آتے دیکھا تھا۔

کچھ لوگوں کو مار دینے کا دل کرتا ہے، ایسے مار دینا جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ لونا انہیں لوگوں میں سے ایک تھی۔

"ہائے ملائکہ!"

نہ میں اس کو جواب دینا چاہتی نہ میں نے دیا تھا۔ کرسی کھینچ کر کھڑے ہونے میں مجھے چند سیکنڈ ہی لگے تھے۔

"مجھے یاد پڑتا ہے تم میرے فلیٹ آئی تھی اور اس کے بعد چند دن تک تم کالج نہیں آئی۔"

"مجھے بھی یاد پڑتا ہے کہ کچھ لوگوں کے گھر میں ان کے بوائے فرینڈز رہتے ہیں جو ہر لڑکی کو اپنی گرل فرینڈ کے سامنے ہراساں کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور "وہ گرل فرینڈ" خود سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ اس شخص کے ساتھ پھر بھی افیئر چلاتی ہے اور اس کو اپنے فلیٹ میں رکھتی ہے۔ تم ایسی لڑکی کو کیا کہو گی؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" Canadian's spoiled kid

دیکھتے ہی دیکھتے لونا کا چہرا سرخ ہوا تھا۔ اس سرخی میں غصے کی رمق واضح تھی۔

"you have to pay for your words."

"and you have to pay for your action."

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

لوناسے کی جانے والی بحث کا صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ میرا دل اس جگہ سے مکمل طور پر اچاٹ ہو گیا تھا۔ زوہیب کو مسلسل کال کرنے پر بھی وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ خود جانے کا رسک لے بھی لیتی تو آدھا کینیڈا تو گھوم لیتی گھر نہ پہنچ سکتی۔ اسی سوچ کے تحت میں نے میسج کر دیا تھا۔

"زوہیب، مجھے لینے آجاؤ۔"

میسج کا جواب فوراً آیا تھا۔

"پانچ سے دس منٹ انتظار کر لو۔"

"تم نہ بھی کہتے تب بھی میں یہی کر رہی۔"

جواب نہیں آیا تھا وہ حقیقتاً کہیں مصروف تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب بیست و چہارم

کلاس میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی اور اس خاموشی کو زوہیب کی آواز پھاڑ رہی تھی۔ بلیک پینٹ، بروان سوئٹر میں اس وقت وہ گھر میں رہنے والے زوہیب سے بے انتہا مختلف تھا۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

میں جس ٹاپک پر لیکچر دے رہا تھا وہ میرے پسندیدہ موضوع تھا اور اس موضوع کے درمیان میں خلل پیدا کرنے والی آواز میرے ہی فون کی تھی۔ آہ، اس کو میوٹ کرنا تو میں بھول ہی گیا تھا۔ روسٹرم پر فون الٹا پڑا ہوا تھا۔ بغیر دیکھے کہ کال کس نے کی ہے میں نے جا کر فون کے والیم کو بٹن کی مدد سے میوٹ کر دیا تھا۔ لیکچر ختم ہونے میں پانچ منٹ باقی تھے اور اب سوالات کا سلسلہ شروع ہونا تھا۔

Any questions

پر کم ہی طالبات سوال کرنے کی ہمت خود میں جمع کرتے تھے اور جو ہمت کر لیتے تھے ان کی الجھنیں بھی سلجھ جاتی تھیں۔ روسٹرم پر کھڑے ہوتے میں نے فون سیدھا کرتے، فون کی

سکرین پر سرسری نظر دوڑائی تھی اور تب مجھے علم ہوا تھا کہ پچھلے بیس منٹ سے آنے والی کالز "ملائک" کی تھیں۔ اندر سے ملامت کے جذبات نے انگڑائی لی تھی۔

ہاسپٹل میں مریضوں کے ساتھ چند میڈیکل کے اسٹوڈنٹس کی کلاسز بھی ہوتی تھیں۔ جس کی سپیشلائزیشن جس سبجیکٹ کے لیے ہوتی، وہ ڈپارٹمنٹ کے چند ڈاکٹرز سے کلاسز لیتا تھا۔ اس وقت بھی یہی ہو رہا تھا۔

سوالات کا سلسلہ تو شروع ہو چکا تھا مگر میرا ذہن یکسر بھٹک چکا۔

"آپ سب اپنے سوال اگلی کلاس کے لیے لکھ لیجیے، جن کو نیکسٹ ٹاپک کے شروع ہونے سے پہلے دیکھ لیں گے۔"

یہ کلاس کے ختم ہونے کا اعلان تھا اور اس اعلان کے بعد کلاس میں کچھ بھی ہوتا تھا مگر خاموشی نہیں ہوتی تھی سو اب بھی یہی ہوا تھا۔ اس شور سے نکلتے رفتار میں تیزی تھی۔

"زوہیب"

"عیسی، میں کچھ دیر تک واپس آتا ہوں۔"

"جی جائیے۔ آپ کی بیگم انتظار کر رہی ہوں گی۔"

گھوری کا شکار عیسی ہوا تھا مگر کیا اس کو فرق پڑا تھا؟

بلکل بھی نہیں۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

گاڑی کے مسافر گھر کا رخ کر چکے تھے۔ سفر اپنی پچھلی روش کے مطابق ہی تھے۔ مکمل خاموشی۔

Clubb of Quality Content

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کوئی سفر خاموشی سے نہ کریں۔ ہلکی پھلکی گفتگو ہمارے درمیان رہے۔" یہ میرے لب ہی تھے جن کی مہر ٹوٹی تھی۔

"کچھ بولنے کو ہوتا ہی نہیں ہے زوہیب۔"

میں نے سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے سوال کیا تھا۔

"ماں آپ کو کیا بتاتی تھیں زوہیب؟"

"خالہ تو مجھے بہت کچھ بتاتی تھیں ملائک۔"

ہلکی سی نمی نے آنکھوں میں بسیرا کیا تھا۔ بہت سے آنسو بس آنکھوں میں ہی تیرتے ہیں۔ کہانی کا ایک کردار مضبوط رہنا چاہیے اور وہ کردار میں ہی بننا چاہتا تھا۔

"کیا پاکستان والے مجھے یاد نہیں کرتے زوہیب؟

مجھے تو وہ بہت یاد آتے ہیں۔ دو ساتھ کھڑی لڑکیاں مجھے ہمیشہ ماہم کی یاد دلاتی ہیں۔ دو لڑتے ہوئے دوست بھائی کی عکاسی لگتے ہیں۔ مجھے استاد کو دیکھ کر بابا یاد آجاتے۔ کیا ان کو کسی نادان، بوکھلاہٹ کی شکار لڑکی میں' میں نہیں دکھتی زوہیب؟

سب محبت کے دعویدار کیوں ہوتے ہیں جب وہ ہمیں اتنی آسانی سے بھول جاتے؟

پتہ ہے عمارہ کہتی تھی میں اس کی اچھی دوست ہوں مگر زوہیب وہ میری اچھی دوست نہیں بن سکی۔ میں خود تو دور نہیں گئی تھی، دور بھیجی گئی تھی پھر بھی میرے خونی رشتے مجھے بھول گئے۔ تم خاموش کیوں ہو؟"

وہ بولتے بولتے رونے لگی تھی۔ گاڑی کی خاموشی کسی کی سسکیوں سے کہیں بہتر تھی۔

"ملائک کوئی کسی کو نہیں بھولتا۔"

"حقیقتاً کوئی کسی کو نہیں بھولتا بس ترجیحات بدل جاتی ہیں۔"

"تم سے بھی تو رابطہ نہیں کیا نا ملائک"

"زوہیب ظلم مجھ پر ہوا تھا۔ میری مرضی کے خلاف وہ گئے تھے۔ ان کے فیصلے نے صرف میری ہی نہیں تمھاری زندگی پر بھی اثر کیا۔ آج میں سیشنز لیتی ہوں۔ آج میں بیٹھے بیٹھے کپکپانے لگتی ہوں سب کے ذمہ دار وہ ہیں۔ میرے گھر کے افراد میرا "گھر" نہیں بن سکے زوہیب۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ملائک،اٹیکس تمھیں پہلے سے آتے تھے۔"

یہ آگاہی تھی۔ سوال نہیں تھا۔وہ چند لمحات بلکل ساکن رہی تھی حیرت زدہ اور پھر میں نے اس کی آنکھوں میں سرخی اترتی دیکھی تھی۔

"تم کچھ نہیں جانتے میرے بارے میں۔ تم غلط کہتے ہو۔"

وہ ڈیفینسو ہو رہی تھی یعنی میں درست تھا۔ تصدیق ہو چکی تھی،وجہ بھی دریافت کر لی جائے گی۔اس کی آواز میں تیزی تھی۔

"اس پر رات کو بات کریں گے ملائک۔اس وقت گھر آچکا ہے۔اج اگر ممکن ہو تو استاد کے پاس مت جانا۔اگر جانا ہوا تو میسج کر دینا۔"

سرخی اس کے چہرے پر پھیلتی جا رہی تھی۔ کھل جانے کا خوف بھی واضح ہونے لگا تھا۔وہ بہت خاموشی سے گاڑی سے اتری تھی مگر دروازہ اس خاموشی سے بند نہیں ہوا تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

کمرے میں داخل ہوتے جو پہلی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تھی وہ عیسی کی تھی۔ یہ وہی سفید کمرا تھا جس کی ٹیبل پر "زوہیب احمد" کا ٹیگ درج تھا۔

"تیری آمد سے مہک اٹھے ہیں گلزار کے رنگ

یوں لگا جیسے صدیوں بعد بہار آئی ہے"

"عیسی صاحب کیا اپنی شاہانہ زبان کو چند گھڑیوں کے لیے لگام دے سکتے ہیں۔"

"ہر گز بھی نہیں۔"

"ویسے تمھیں معلوم ہے عیسی ماہر نفسیات بہت سے لوگوں کا علاج کرتے ہیں مگر ان کے پاس کچھ مریضوں کا علاج نہیں ہوتا۔ معلوم ہے وہ کون سے مریض ہوتے؟"

عیسی تھوڑا آگے کو ہوا تھا۔ کندھے اکڑائے تھے۔ آنکھوں میں فخر تیرنے لگا تھا۔ اسی انداز سے کچھ فخر کرتے وہ بولا تھا۔

"عیسی ابراھیم جیسے مریض"

"تم اعلیٰ درجے کے ڈھیٹ ہو عیسیٰ۔"

"وہ دراصل کچھ یوں ہے کہ آدمی پر صحبت کا اثر ہو جاتا ہے۔"

اس بات پر فقط میں اس کو گھور ہی سکتا تھا اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے تھا جو اس گھوری کو مطمئن ڈھیٹوں کی مانند سر پر سجا لیتا تھا۔

"اگر زوہیب تم نے مجھے انسان بنانے کی ناکام کوشش کر لی ہو اور تم اس میں ناکام ہو گئے ہو تو میں کچھ بولوں؟"

"نہیں آپ کچھ نہ بولیں۔"

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آپ آج کل کچھ ضرورت سے زیادہ غصے کا شکار اور الجھے الجھے رہتے ہیں۔"

ہم دوست تھے اس دوستی کو بھی بارہ سے تیرا سال ہونے کو تھے وہ کیسے نہ جان سکتا کہ کچھ بدل رہا ہے اندر۔ اس سوال پر ٹھنڈی آہ ہی لی جا سکتی تھی اور میں نے وہی لی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر آپ نے ٹھنڈی آہیں لے لی ہوں تو مسئلہ بھی لبوں سے آزاد کر دیں شان میں گستاخی ہر گز نہ ہو گی۔"

میں چلتا ہوا اپنی نشست پر آیا تھا۔ کرسی پر بیٹھ کر سر کرسی کی پشت سے لگایا تھا۔

"کمزور اعصاب کا مالک نہیں ہوں۔ مسائل ہینڈل کرنا جانتا ہوں عیسی۔ مجھے اپنی منگیتر کی طرح ٹریٹ مت کیا کرو۔"

"استغفر اللہ۔ منگیتر چنی بھی تو "زوہیب احمد" جیسی کھڑوس لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ ایسی کھڑوس منگیتر مجھے کبھی نہ دے۔ بھئی تم اپنی بیوی کو مبارک ہو۔"

"ہو گیا تمھارا؟"

"نہیں بس آخری بات۔ تمھاری اعصاب کی کمزوری پر شبہ نہیں ہے۔"

اس نے وقفہ کیا تھا، آواز قدرے باریک کر کے عیسی بولنا شروع ہوا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ خوش رہیں زوہیب جی۔ میں اور آپ ساتھ مل بیٹھ کر غم بانٹیں۔

آپ کی منگیتر ہونے کی آفر میں کھلے دل سے قبول کرتی ہوں۔ آپ جیسا امیر منگیتر۔ آہ مزے۔"

عیسی کے لہجے میں یکدم ہی میٹھاس اور بناوٹ آئی تھی۔ کچھ پل صرف اس سین کو ہضم کرنے میں لگے تھے۔ ماتھے پر پڑے بل یکدم سمٹے تھے اور دو قہقہے بلند ہوئے تھے۔

"انتہائی ذلیل ہو عیسی۔"

"بس پیسہ بولتا ہے۔"

پھر سفید دیواروں نے قہقہے بلند ہوتے سنے تھے۔ سینے سے بوجھ یکدم سرک گیا تھا۔ ملائکہ سے گفتگو کے آثار باقی نہ رہے تھے۔

"تمھاری بیوی کو تمھارا پیشہ پتہ ہے؟"

سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا۔

"بس پھر مجھے اپنی منگیتر بنالے۔ خوب عیاشی کروں گا۔"

"میری گھڑی کے مطابق اگر اگلے دو منٹ میں آپ یہاں سے رفو چکر نہ ہوئے تو میں بلکل بھی نہیں شرماؤ گا تمھیں دھکے دے کر یہاں سے نکالنے میں۔"

"محبت کی قدر لوگوں کو کم ہی ہوتی ہے سرکار۔"

اس جملے کے ساتھ ہی وہ کمرے سے نکل چکا تھا۔ زوہیب سے کوئی بیر نہ تھا حقیقتاً ہاسپٹل میں اس کی ریپو خراب کروادیتا۔

عیسی ابراھیم زوہیب کا وہ واحد دوست تھا جو سکول سے ایم بی بی ایس کے سفر تک اس کے ساتھ تھا۔ لوگ اڑتی چڑیاں کے پر گنتے تھے اور عیسی زوہیب کے موڈ کا شمار کر لیتا تھا۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

رات سات بجے میں گاڑی سے نکل کر گھر میں داخل ہوا تھا۔ گھر مکمل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

"ملائک"

سسکیوں کی آواز بہت واضح تھی۔ میرے قدم تیزی سے اٹھنے لگے تھے۔ میں نے ٹی وی لاونج کی لائٹ لگائی تھی۔ وہ انہی کپڑوں میں ایک کونے پر بیٹھی تھی۔ کپڑے وہی تھے، حالت وہ نہیں تھی۔

"لائٹ بند کردو زوہیب، پلیز بند کردو۔"

ایک خاموش نظر اس پر ڈال کر میں نے یہی کیا تھا۔ چند قدم اٹھا کر اس کونے میں' میں اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تھا۔

"ملائک، کیا ہوا ہے؟"

وہ سسک رہی تھی اور اس کا سسکنا مجھے تکلیف دے رہا تھا۔ اندھیرے میں ہاتھ اسی انداز سے پھیلایا گیا تھا جیسے ایک دفعہ پہلے پھیلایا تھا۔ بہت آہستگی سے میں نے وہ ٹھنڈا کپکپاتا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"زوہیب" ہچکی کے درمیان نام لیا گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کیسے جان گئے مجھے؟"

کپکپاہٹ ہاتھ تک نہیں رہی تھی وجود کا حصہ بن گئی تھی۔ سانس اٹکنے لگا تھا اس کا۔ بہت نرمی سے میں نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اس کو کھڑا کیا تھا۔ صوفے پر بیٹھاتے ساتھ اس کو گہرے سانس لینے کی ہدایت کی تھی۔ کچھ وقت میں وہ قدرے بہتر تھی۔

"کیا کبھی میں نے تمھارے ہاتھوں کی تعریف کی؟"

اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"بس اسی لیے۔"

وہ زخم زخم ہو رہی تھی۔ ٹوٹ پہلے چکی تھی۔ بکھری سالوں سے تھی۔

"تم مجھے جان گئے زوہیب۔ وہ حصہ جان گئے جس کو میں چھپا کر رکھے ہوئے تھے۔"

"پردے اٹھ جانا تکلیف دہ ہوتا ہے انسان مر جاتا ہے زوہیب۔"

"پردے پڑے رہیں تو زخم کبھی نہیں مرمت پاتا ملائک۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمھیں پتہ ہے پہلی دفعہ میرا وجود کب لرزنے لگا تھا؟"

"تم بتاؤ گی تو میں ضرور سنوں گا۔"اس کے ہاتھ کو تھام کر یہ یقین دہانی دلائی گئی تھی کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔

~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~•~

جاری ہے!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842